مولانا رحمت اللہ فاضل دارالعلوم حقانیہ
مدرس جامعہ اسلامیہ تنگی (چارسدہ)

قانونِ اسلامی اور غیر مسلم مفکّرین

آج چودھویں صدی میں نسلِ انسانی عموماً اور امتِ مسلمہ خصوصاً زمین کے جس حصّہ پر بھی زندگی کے شب و روز گزار رہی ہے، اضطراب اور پریشانیوں کا شکار ہے، اور روحانی اور جسمانی دونوں حیثیتوں سے تباہ ہوتی جارہی ہے۔ لیکن ابھی تک ہم نے یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی، کہ یہ سب کچھ امتِ مسلمہ کے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔ اور اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا۔؟ اشتراکیت سے متاثر اذہان تو اس کا علاج قوانین اشتراکیت کا اپنانا بتلاتے ہیں۔ اور مغرب زدہ ذہن مغربی تہذیب و تمدّن اور تعلیم کے اپنانے میں اسکی نجات سمجھتے ہیں جس کے متعلق ڈاکٹر اقبال فرما گئے ہیں ؎

آہ! یورپ زین مقام آگاہ نیست   چشمِ او ینظر بنور اللہ نیست

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن چیزوں کو یہ لوگ ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں، وہی امتِ مسلمہ کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ اور اس کے نتیجے فحاشی، عریانی اور غیر فطری قوانین کی شکل میں نظروں کے سامنے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے: صاحب البیت ادری بما فی بیتہ (گھر کا مالک گھر کی چیزوں کو خوب جانتا ہے)

آیئے دیکھیں کہ یورپی تہذیب و تمدّن میں پلے پھولے مدبرین اور فلاسفر اپنے اس کلچر کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں جس کے ہم شیدائی ہیں اور جسے ہم اپنی ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ نیز یہ غیر مسلم مفکّرین اور فلاسفر فلاح کے لئے کونسا راستہ متعیّن کرتے ہیں جس پر گامزن ہو کر ایک قوم دوبارہ اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتی ہے۔ امریکہ کا مشہور و معروف فلسفی مورّخ ڈورسی اپنی کتاب (CIVILISATION) میں لکھتے ہیں —— "ہماری بربادی کی وجہ نہ تو یہ بدمعاش ہیں جن سے ہم ڈرتے ہیں اور نہ یہ ہماری غربت جس سے ہم پریشان ہیں۔ بلکہ اسکی اصل وجہ وہ نظام ہے، جو چالبازی اور دھوکہ بازی کی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے۔" اسی طرح بریفالٹ

اپنی کتاب "THE MAKING OF HUMANITY" میں رقم طراز ہے۔ "ہماری موجودہ تہذیب اپنے قومی، معاشی، عائلی، اخلاقی، مذہبی اور ذہنی نظام کے ہر شعبہ میں بیوقوفی، جہالت، دھوکہ بازی اور ظلم کا مستقل مظاہرہ ہے"

یہ ہے وہ غیر اسلامی نظام تہذیب و تمدن جس کو غیر مسلم مفکرین ہی نے ظالمانہ، عیارانہ اور بہیمانہ قرار دیا۔ اب ہمارے مسلم قائدین جو وطن میں غیر اسلامی قانون اور تہذیب کے اپنانے کا درس دیتے ہیں، ذرا سوچیں کہ وہ اپنے اس رویہ سے مذہب و قوم کے دشمن تو نہیں۔؟
یہ غیر اسلامی مفکرین تو قوم کو ترقی اور خوشحالی کا راستہ قوانین فطرت یعنی اسلامی تعلیمات بتلاتے ہیں۔ پروفیسر ہرٹز اپنی کتاب "NATIONALITY HISTORY & POLITICS" میں لکھتے ہیں۔ "اب لازماً یہ حقیقت مانی جاتی ہے کہ کوئی بھی ادارہ ترقی کی راہ پر نہیں چل سکتا۔ اگر اس میں روح کی کمی ہو"

مشہور اطالوی مدبر میزینی اپنی کتاب QUOTED BY GRIFFITH IN INTERPRETERS OF MAN میں ذرا بسط سے لکھتے ہیں۔ "اگر بنی نوع انسان کے اوپر اقتدار اعلیٰ نہ ہو تو پھر وہ کیا چیز ہے، جو ہمیں طاقتور اقوام کے چنگل سے بچا سکے۔ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا نہ بدلنے والا قانون جو انسانوں کا بنایا ہوا نہ ہو، موجود نہ ہو تو پھر ہمارے پاس وہ کونسا ترازو ہو گا جس سے ہم معلوم کر لیں کہ کونسا فیصلہ عادلانہ ہے اور کونسا نہیں۔ خدائی قانون کے علاوہ جو بھی حکومت قائم ہو وہ ملک و ملت کیلئے خسران کا باعث ہو گا۔ اگر اللہ تعالیٰ درمیان میں نہ رہے (یعنی خدائی قانون) تو اپنے زمانہ حکومت میں ہر ایک ------ دوسروں کی حق تلفی کرے گا۔

ڈاکٹر موریشس اپنے ایک مضمون میں قرآن حکیم پر ایک مکمل قانون ہونے کی حیثیت سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "روم کے عیسائیوں کو جو کہ ضلالت کے خندق میں گرے پڑے ہیں کوئی چیز نہیں نکال سکتی، بجز اس آواز کے جو غار حرا سے نکلی"

اسی طرح ایک اور مشہور فرانسیسی مستشرق موسیو ادجین کلاقل لکھتے ہیں۔ "قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے"
موسیو گاسٹین کاد نامور فرنچ عالم اپنے ایک مضمون میں اسلام کی حقانیت پر بحث کرتے ہوئے اخیر میں لکھتا ہے ---- "اگر اسلام روئے زمین سے یکسر ختم اور مسلمان نیست و نابود ہو جائے، قرآن کی حکومت جاتی رہے تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا۔؟ پھر خود ہی جواب دیتا ہے۔ "نہیں ہرگز نہیں" جو لوگ موجودہ زمانے کے لئے قرآن کو مکمل قانون تسلیم نہیں

کرتے۔ ان غیر مسلم مفکرین کے بیانات کو بار بار پڑھ کر ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کیا وہ اپنے ان ٹکسالی نظریات سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غداری تو نہیں کر رہے ہیں۔؟

مسٹر ایچ ایس لیڈر اپنے ایک مقالہ بعنوان "عربوں کا احسان تمدن پر" میں فرماتے ہیں:

"قرآن و حدیث دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ کرۂ ارض پر جو بھی قوم امن و ترقی کی خواستگار ہو تو اس کے لئے قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہوگا"

حدیث نبوی علیہ التحیۃ والسلام کو عجمی سازش کہنے والے سوچیں کہ کیا وہ اپنے بیہودہ تحقیقات اور لغو بیانات سے اسلام کی خیر خواہی کر رہے ہیں۔؟

آج اگر ہم اس فانی دنیا میں اطمینان اور خوشی کی زندگی کے خواہش مند ہیں اور روحانی اور جسمانی مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو بغیر اس کے ممکن نہیں کہ قرآن و حدیث کو اپنے لئے عمل دستور بنائیں اور اسکی روشنی میں چل کر فلاح دارین حاصل کریں۔ اور قانون خداوندی میں تحریف و تبدیل اور غلط تاویل و تغییر کرنے والوں کے دام تزویر کو اپنی قوت ایمانی سے پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اور قرآن و حدیث کے خلاف قادیانی، پرویزی اور فضلی جیسی خطرناک سازشوں کو بے نقاب کر دیں ــــ علامہ اقبالؒ کیا خوب فرما گئے ہیں ؎

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم و ما اقوام را
لا نبی بعدی ز احسان خدا ست — پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ ست
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست — تا ابد اسلام را شیرازہ بست

بقیہ: ثقافتِ اسلام ــــ زر پرستی اور جاہ پرستی سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ اس کا ہر عمل ذاتی مفاد سے آزاد نظر آتا ہے۔ اس لئے وہ ایک عظیم الشان مقصد کے حصول کا ساعی بنتا ہے۔ وہ مقصد ایک مسلمان کے قلب میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدمت خلق کہلاتا ہے۔ وہ عمل صالح کے ساتھ ساتھ اصلاح، قربانی اور ایثار کا پیکر بنتا ہے۔ چنانچہ وہ کامرانی اور کامیابی کے تحصیل پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور اس کامرانی کیلئے اسلام سے چند عناصر اخذ کرنے پڑتے ہیں۔ ۱۔ اذعان بر ضروریاتِ دین ۲۔ خود عمل صالح کرنا۔ ۳۔ دوسروں کو اس کا امر کرنا۔ ۴۔ بُرے عمل سے مجتنب رہنا۔ ۵۔ بُرے عمل سے دوسروں کو روک دینا۔

ہندوستانی حضرات اپنا چندہ "سید ازہر شاہ صاحب قیصر شاہ منزل۔ دیوبند (سہارنپور۔ انڈیا)" کے نام ارسال فرما کر ہمیں اطلاع دیں، پرچہ جاری کر دیا جائے گا ــــ